بسم اللہ الرحمن الرحیم

49

الفضل

نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات

پر

جناب مولوی محمد علی صاحب کا طریق عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے دعائے مغفرت

گزشتہ جلسہ سالانہ کے آخری دن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی تقریر کے خاتمہ پر یہ بیان فرمارہے تھے۔ کہ اس وقت تمام مجمع ہاتھ اٹھا کر کن امور کے متعلق خصوصیت سے دعا کرے۔ حضور نے دیگر امور کے علاوہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگرچہ خواجہ صاحب نے میری بہت مخالفتیں کیں۔ لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت خدمت بھی کی ہیں۔ اس وجہ سے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہدیا۔ کہ انہوں نے میری جتنی مخالفت کی۔ وہ میں نے سب معاف کی۔ خدا تعالےٰ بھی ان کو معاف کرے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جن بندوں کو خدا تعالےٰ کھینچ کر اپنے مامورین کے پاس لاتا ہے۔ ان میں ہوسکتا ہے کہ غلطیاں بھی ہوں۔ لیکن خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں ان خوبیوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ خلافت کا انکار بڑی خطا ہے خدا تعالےٰ نے اسے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ مگر ہمارا جہاں تک تعلق ہے۔ ہمیں معاف کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک اگر نیکیاں بڑھی ہوئی ہونگی۔ تو وہ اس سے بہتر سلوک کرے گا"

ظاہر ہے۔ کہ ان الفاظ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وہ مخالفت معاف کر دی۔ جو خواجہ صاحب نے حضور کی ذات کے متعلق کئی سال تک کی۔ اور جسے بعض اوقات نہایت ناگوار اور تکلیف دہ حد تک پہونچا دیا۔ بلکہ خواجہ صاحب مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا بھی فرمائی۔ اور ہزارہا کے مجمع کو ان کی مغفرت کی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس کی اسی وقت تعمیل کی گئی۔ اور اس طرح خواجہ صاحب کی اس خدمت کی مکمل قدر کی گئی۔ جس کا موقعہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں میسر آیا تھا۔

"پیغام صلح" کا اعتراض

ہر شریف انسان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس اولوالعزمی اور وسیع الاخلاقی کا اعتراف کرے گا لیکن "پیغام صلح" (۷۔ جنوری) نے جو ان لوگوں کا "آرگن" کہلاتا ہے جن کے متعلق اسی جلسہ کی ایک تقریر میں حضور نے فرمایا۔

"ان کے متعلق کہ اگر کوئی شاخسانہ چھپے۔ تو در اصل یہی یہ ہوگا۔ کہ عداوتِ محمود۔ اگر میں خدا تعالےٰ کی توحید پر بھی زور دوں۔ تو وہ اس کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مخالفت شروع کر دینگے"

اس حقیقت کی تازہ تصدیق کرتے ہوئے اس پر بھی اعتراض کر دیا۔ اور "الفضل" سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ بالا الفاظ کا صرف ابتدائی حصہ نقل کر کے لکھدیا:۔

"مندرجہ بالا سطور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے صرف دعائے مغفرت کا ارشاد فرمایا۔ خود اس کی زحمت گوارا نہیں فرمائی"

حالانکہ جو سطور اس نے نقل کیں۔ ان کے ساتھ کا اگلا ہی فقرہ یہ ہے۔ کہ "خدا تعالےٰ بھی ان کو معاف کرے" یہ دعائے مغفرت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ لیکن "پیغام" نے دیدہ دانستہ اسے نظر انداز کر دیا۔ تا کہ دعاء مغفرت نہ کرنے کا اعتراض کر سکے۔ جن لوگوں کے "آرگن" کی دیانت اور شرافت کا یہ حال ہو۔ کیا ان کے متعلق یہ کہنا۔ کہ عداوتِ محمود نے ان سے جا وبے جا بات کا احساس قطعاً مٹا دیا ہے۔ کلیتہً درست نہیں؟

خواجہ صاحب کا طریق اختلاف رائے

"پیغام" نے اپنے آپ کو خواجہ صاحب مرحوم کا شیدائی بلکہ فدائی ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:۔ کہ

"مرحوم کو جناب میاں صاحب کے عقائد و مسلک سے اختلاف تھا۔ انہوں نے ہمیشہ شریفانہ طریق پر اس کا اظہار کیا۔ جناب میاں صاحب کی نسبت تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لیکن اہل خرد و انصاف کے نزدیک شریفانہ طریق پر اختلاف رائے کوئی جرم نہیں۔ اس حقیقت کو جان لینے کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی مخالفت کی حیثیت صرف یہ رہ جاتی ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے ان کو سخت سے سخت الفاظ حتیٰ کہ منافق اور یزیدی صفت کہا۔ اور مرحوم نے ان کو برداشت کر لیا۔ اب اسی جرم کی معافی کا اعلان دربارہ خلافت جاری ہوا ہے"

خواجہ صاحب کے متعلق "پیغام" کے "حضرت امیر" کے ریمارکس

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان تمام مخالفتوں کو جو خواجہ صاحب نے حضور کے متعلق کیں۔ ان کی وفات کی خبر سنتے ہی معاف فرما دیا۔ اور پھر اس کا اعلان کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اس امر کو تو بالکل نظر انداز کئے دیتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے "عقائد و مسلک" میں جو اختلاف تھا۔ اس کے "اظہار" کا طریق کیا تھا۔ البتہ یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہی "پیغام صلح" جو آج ٹسوے بہا بہا کر خواجہ صاحب سے اپنی عقیدت اور اخلاص کی نمائشی اظہار کر رہا ہے۔ اپنے "حضرت امیر" کے صرف ایک مضمون میں خواجہ صاحب کے متعلق حسب ذیل ریمارکس شائع کر چکا ہے۔

۱۔ "اختلاف رائے کو اتنی اہمیت دینا۔ کہ اسے ایک مستقل کتاب کا حصہ بنا لیا گیا۔ قوم کے لئے بہت نقصان رساں ہے"

۲۔ "بعض جگہ نامناسب الفاظ میں انجمن اور اس کے کاموں کی طرف اشارہ کرنا بہت احباب کے لئے رنج کا موجب ہوا ہے"

۳۔ "خواجہ صاحب کی وہ تحریر بھی پڑھی گئی۔ جو انہوں نے اخبار مدینہ میں لکھی تھی۔ اور جس میں انہوں نے بہت نامناسب الفاظ میں انجمن کے تعلق کا ذکر کیا تھا" (پیغام صلح ۲۷۔ جنوری ۱۹۳۱ء)

اگر "پیغام" کے "حضرت امیر" کا یہ کہنا درست ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے کسی وقت اختلاف رائے کو اتنی اہمیت دی۔ کہ وہ "قوم کے لئے نقصان رساں" بن گیا۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ انہوں نے "نامناسب الفاظ میں انجمن اور اس کے کاموں کی طرف اشارہ کیا۔" اگر یہ ٹھیک ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے "بہت نامناسب الفاظ میں انجمن کے تعلق کا ذکر کیا" بحالیکہ بالفاظ "حضرت امیر" "جناب خواجہ صاحب خود اس انجمن کے ارکان میں سے ایک تھے۔ بحالیکہ "حضرت امیر" کے "عقائد و مسلک سے انہیں کوئی اختلاف نہ تھا" بحالیکہ وہ اسی قوم کے ایک فرد تھے۔ جس کی امارت کا فخر "حضرت امیر" کو حاصل ہے۔ تو پھر یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ان کے متعلق معافی کا اعلان کتنی وسیع الاخلاقی۔ اور کتنی بڑی شرافت کا ثبوت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے "پیغام" پر کیوں اعتراض کیا؟

"پیغام" نے در اصل اس کی وقعت کم کرنے کی ناکام کوشش اس لئے

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل قادیان

ایڈیٹر :- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۸۶	مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۱ رمضان سنہ ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۸ جنوری بوقت اڑھائی بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے۔ جو کسی وقت زیادہ بھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رات سینہ بھاری اور اس میں درد کی شکایت رہی۔ احباب حضور کی صحت کیلئے بالالتزام دعا فرمائیں۔

مولوی عبدالمنان صاحب خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ قریباً ایک ماہ سے بعارضہ تلی یا بیمار چلے آتے تھے جلسہ سالانہ کے دنوں میں تکلیف زیادہ ہو گئی۔ اور کچھ دن وقفہ کے بعد پھر بخار شروع ہو گیا۔ ۱۵۔ جنوری ۲ بجے خون کی ایک قے ہوئی جس کے بعد سات بجے تک کئی دفعہ خون کی قے اور دست آئے اطلاع ملنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قریباً سارا خاندان حضرت خلیفہ اول کے ہاں آ گیا۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کا علاج تھا اگرچہ ۷ بجے کے بعد خون آنا بند ہو گیا۔ مگر کمزوری بدستور تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل ملفوظات اسی اخبار میں درج شدہ خطبہ جمعہ کے سلسلہ میں جس میں غلبہ اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کا ارشاد ہے۔ شائع کئے جاتے ہیں:- (ایڈیٹر)

"اللہ جلشانہ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کے لئے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اور ہمیں مامور کیا ہے۔ کہ جو احسن تدبیر اور انتظام خدمت اسلام کے لئے ہم ترین مصلحت سمجھیں۔ اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں۔ وہی بجا لائیں۔ جیسا کہ وہ عزاسمہ فرماتا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ یعنے دینی دشمنوں کے لئے ہر ایک قسم کی طیاری جو کر سکتے ہو۔ کرو۔ اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے جو قوت لگا سکتے ہو۔ لگاؤ۔

اب دیکھو۔ کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے۔ کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کارگر ہوں۔ سب بجا لاؤ۔ اور تمام قوت اپنے فکر کی۔ اپنے بازو کی۔ اپنی مالی طاقت کی۔ اپنے احسن انتظام کی۔ اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو۔ تا تم فتح پاؤ۔ اب نادان اور اندھے۔ اور دشمن دین مولوی اس صرف قوت اور حکمت عملی کا نام بدعت رکھتے ہیں۔ اس وقت کے یہ لوگ عالم کہلاتے ہیں جن کو قرآن کریم کی ہی خبر نہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"

اس آیت موصوفہ بالا پر غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ بطبق حدیث نبوی کہ انما الاعمال بالنیات کوئی احسن انتظام اسلام کی خدمت کے لئے سوچنا بدعت اور ضلالت میں داخل نہیں ہے جیسے جیسے بوجہ تبدل زمانہ کے اسلام کو نئی نئی صورتیں مشکلات کی پیش آتی ہیں۔ یا نئے نئے طور پر ہم لوگوں پر مخالفوں کے حملے ہوتے ہیں۔ ویسی ہی ہمیں نئی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں۔ پس اگر حالت موجودہ کے موافق ان حملوں کے روکنے کی کوئی تدبیر اور تدارک سوچیں۔ تو وہ ایک تدبیر ہے۔ بدعات سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔ اور ممکن ہے کہ بباعث انقلاب زمانہ کے ہمیں بعض ایسی نئی مشکلات پیش آ جائیں۔ جو ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اُس رنگ اور طرز کی مشکلات پیش نہ آئی ہوں۔ مثلاً ہم اس وقت کی لڑائیوں میں پہلی طرز کو جو مسنون ہے۔ اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ اس زمانہ میں طریق جنگ وجدل بالکل بدل گیا ہے۔ اور پہلے ہتھیار بے کار ہو گئے۔ اور نئے ہتھیار لڑائیوں کے پیدا ہوئے اب اگر ان ہتھیاروں کو پکڑنا اور اٹھانا۔ اور ان سے کام لینا ملوک اسلام بدعت سمجھیں۔ اور میاں رحیم بخش (یہ صاحب لاہور کی مسجد چینیاں والی کے امام تھے۔ انہوں نے حدیث شذ رحال کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان پر کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلاء کلمۂ اسلام و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں۔ اور دسمبر کے آخری ایام کی رخصتوں میں قادیان میں جمع ہوں۔ یہ فتوےٰ دیا تھا۔ کہ ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں ہے۔ جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے۔ وہ مردود ہے) جیسے مولوی کی بات پر کان دھر کے اس اسلحہ جدیدہ کا استعمال کرنا ضلالت اور معصیت خیال کریں۔ اور یہ کہیں۔ کہ یہ وہ طریق جنگ ہے۔ کہ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا۔ اور نہ صحابہ اور تابعین نے۔ تو فرمایئے۔ کہ بجز اس کے کہ ایک ذلت کے ساتھ اپنی ٹوٹی پھوٹی سلطنتوں سے الگ کئے جائیں۔ اور دشمن فتح یاب ہو جائے۔ کوئی اور بھی اس کا نتیجہ ہوگا۔ پس ایسے مقامات تدبیر اور انتظام میں خواہ وہ مشابہ جنگ وجدل ظاہری ہو۔ یا باطنی۔ اور خواہ تلوار کی لڑائی ہو۔ یا قلم کی۔ ہماری ہدایت پانے کے لئے یہ آیت کریمہ موصوفہ بالا کافی ہے۔ یعنے یہ کہ اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ۔ اللہ جلشانہٗ اس آیت میں ہمیں عام اختیار دیتا ہے۔ کہ دشمن کے مقابل پر جو احسن تدبیر تمہیں معلوم ہو۔ اور جو طرز تمہیں موثر اور بہتر دکھائی دے۔ وہی طریق اختیار کرو۔ پس اب ظاہر ہے کہ اس احسن انتظام کا نام بدعت اور معصیت رکھنا اور انصار دین کو جو دن رات اعلاء کلمہ اسلام کے فکر میں ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حب الانصار من الایمان۔ ان کو مردود ٹھیرانا نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ ان لوگوں کا کام ہے۔ جنکی اندرونی حالتیں مسخ شدہ ہیں۔

صدقۃ الفطر کے متعلق احکام

رمضان المبارک میں جہاں مومن کو اور بہت سے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہاں ایک سبق یہ بھی دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے ان نادار اور مفلس بھائیوں کا بھی خیال کرے جن کے لئے سارا سال ہی فاقہ کے لحاظ سے رمضان ہوتا ہے۔ اس طرح انسان کے دل میں ان غریب بھائیوں کے متعلق خاص احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ بات جو وعظوں اور تقریروں کے ساتھ شائد کئی سالوں میں بھی حاصل نہ ہو۔ ایک ماہ میں اس کے دل میں نقش ہو جاتی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے بھی اس امر کی تحریک فرما دی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ آپ رمضان میں صدقہ کرنے میں تیز ہوا کی طرح ہوتے۔ مطلب یہ کہ بہت صدقہ و خیرات کرتے۔ جس طرح ہر عسر کے بعد یسر۔ اور ہر آزمائش اور امتحان کے بعد کامیابی اور راحت ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان کے بعد بھی عید خوشی کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ مگر اس سے قبل اپنے اس قلبی احساس کو جو رمضان میں پیدا ہوا۔ عملی صورت میں لانے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہر مسلمان پر عورت ہو۔ یا مرد۔ بچہ ہو۔ یا بوڑھا۔ آزاد ہو۔ یا غلام۔ صدقۃ الفطر مقرر کیا گیا ہے۔ تا وہ غرباء اور مساکین کو دیا جائے۔ اور وہ بھی عید پر اپنی ضروریات مہیا کر سکیں۔ چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

”عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلعم زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ۔ والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ

متفق علیہ“ (مشکوٰۃ)

یعنی زکوٰۃ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہے۔ اور یہ ہر غلام و آزاد۔ زن و مرد۔ اور چھوٹے۔ بڑے پر فرض ہے۔ اور نماز عید سے قبل یہ صدقہ ادا ہونا چاہیئے۔

اس سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

۱۔ صدقۃ الفطر فرض ہے۔ اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۔ یہ صدقہ ہر شخص پر واجب ہے۔ خواہ آزاد ہو۔ یا غلام مرد ہو۔ یا عورت ؛۔

۳۔ یہ صدقہ عید کے دن سے قبل ادا ہونا چاہیئے۔ تا غرباء اور مساکین اس کو اپنے مصرف میں لا سکیں ؛۔

۴۔ یہ صدقہ ایک صاع کھجور۔ یا گیہوں ہوں۔ اور بعض روایات میں نصف صاع گیہوں کا بھی جواز ہے ؛۔

ملک محمد عبد اللہ۔ ”جامعہ“

حضرت اُم المومنین رضؓ کا ارشاد

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو علاج کے لئے دہلی میں تشریف رکھتی ہیں۔ ان کے زیادہ علیل ہونے کی خبر موصول ہوئی ہے۔ نیز آپ کے بچے بھی بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔ کہ ان سب کی صحت کے لئے رمضان کے مبارک ایام میں خصوصیت سے دعائیں کی جائیں ؛۔

کمیٹی دارالانوار قادیان کا پہلا قرعہ

دسمبر ۱۹۳۲ء میں پہلی دفعہ جو قرعہ ڈالا گیا۔ اس میں علاوہ ممبران کمیٹی کے حضرت میرزا بشیر احمد صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب۔ اور مرزا شریف احمد صاحب بھی شریک تھے۔ ایک تنگ موہنہ کے برتن میں نام دیکھ کر۔ اور شمار کر کے ڈالے گئے۔ اور قرعہ سے پہلے جناب مفتی صاحب نے انہیں اچھی طرح ہلایا۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نے دُعا کے بعد قرعہ نکالا۔ پہلا نام ڈاکٹر غلام علی صاحب سیستان کا نکلا۔ وہ چونکہ اس وقت مکان تعمیر نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے قواعد کمیٹی دارالانوار کے ماتحت دُوسرا قرعہ ڈالا گیا۔ اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا نکلا۔ اور اس طرح خدا کے فضل و کرم سے اس کام کی عملی ابتداء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مبارک حصہ سے ہُوئی۔ میں حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور دارالانوار کی آئندہ ترقی کے لئے اسے نہایت مبارک فال یقین کرتے ہوئے حصہ داران کمیٹی کی خدمت میں بھی مبارک پیش کرتا ہوں ؛۔

خاکسار عبد الرحیم درد۔ سکرٹری کمیٹی دارالانوار

ایک اعلان کی تردید

گزشتہ پرچہ میں ”عبد الرزاق کراچی“ کی طرف سے ”دوست محمد ولد حافظ خدا بخش“ کے متعلق ایک اعلان شائع ہُوا ہے۔ ہمیں معلوم ہُوا ہے۔ کہ ان دونوں اصحاب نے ایک تجارتی کام شروع کیا تھا جس میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دوست محمد صاحب کا بیان ہے۔ کہ امور عامہ سے تصفیہ کرانے کے لئے وہ قادیان آئے ہیں۔ ان حالات میں عبد الرزاق صاحب نے جو اعلان کرایا ہے۔ وہ بہت افسوسناک ہے۔ اسے کوئی وقعت نہ دینی چاہیئے ؛۔

کی ہے۔ کہ اس کے "حضرت امیر" کا دل خواجہ صاحب کی وفات کے بعد بھی ان کی طرف سے صاف نہیں ہوا۔ اور خواجہ صاحب کے بستر مرگ پر پڑے ہونے کی حالت میں جو بے دردانہ چرکے وہ وقتاً فوقتاً انہیں لگاتے رہے۔ ان کے متعلق اب بھی ان کے دل میں احساس ندامت پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ ایک وقت وہ تھا۔ جب مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ صاحب کو اپنی عزت اور شہرت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ جب انہیں غیر احمدیوں کے حلقہ میں کوئی نہ جانتا تھا اس وقت تو یہ کہا جاتا تھا۔ کہ مولوی صاحب ان لوگوں کے امیر ہیں۔ جن کے ساتھ خواجہ صاحب بھی شامل ہیں۔ گویا مولوی صاحب کی قدر و منزلت خواجہ صاحب کے ذریعہ ثابت کی جاتی تھی۔ لیکن جب خواجہ صاحب طویل بیماری کی وجہ سے بڑی حد تک معذور ہو گئے تو طرح طرح سے انہیں تنگ کیا گیا۔ وہ خار کی طرح کھٹکنے لگے۔ ان پر جھوٹے اعتراضات کر کے ان کا کام بگاڑ دیا گیا۔ اور حد یہ کہ اب جبکہ وفات پا چکے ہیں۔ اب بھی ان کے متعلق بغض و کینہ کو دل سے نکالا نہیں جاتا۔ اس سے بڑھ کر شتر کینہ کی مثال دنیا میں شاذ ہی کسی اور جگہ مل سکے۔

مولوی محمد علی صاحب نے کیا کیا

"پیغام صلح" کے سامنے چونکہ خواجہ صاحب مرحوم کے متعلق اپنے "حضرت امیر" کی یہ روش ہے۔ اس لئے اس نے ایک طرف تو کوشش کی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جس فراخ حوصلگی اور وسیع القلبی کا اظہار جناب خواجہ صاحب کی نسبت کیا ہے۔ اس کی وقعت کم کرے۔ اور دوسری طرف کسی طرح اپنے "حضرت امیر" کی دلی کدورت پر پردہ ڈال سکے۔ مگر اس کے لئے سوائے اس کے کوئی چیز اسے میسر نہیں آسکی۔ کہ جس وقت جناب خواجہ صاحب کی لاش سامنے پڑی تھی۔ اس وقت کے متعلق لکھ دے۔ "حضرت امیر ایدہ اللہ اور تمام بزرگان سلسلہ - اور دوسرے معزز حضرات کے چہرے پژمردہ تھے" اور پھر جناب خواجہ صاحب کی وفات کے دس گیارہ دن بعد یہ جامع مانع اعلان کر دے کہ "حضرت خواجہ صاحب کی وفات سے حضرت امیر بہت متاثر ہوئے ہیں" ہوئے ہونگے۔ مگر اس کا ثبوت؟ کچھ نہیں۔ ایک لفظ بھی تو انہوں نے تعزیت کا اپنے قلم سے اس وقت تک نہیں لکھا۔ نہ شائع کرایا۔ نہ خواجہ صاحب مرحوم کے لواحقین سے اظہار افسوس کیا۔ کیا اس کی وجہ یہی نہیں۔ کہ خواجہ صاحب مرحوم کے متعلق ان کا دل بغض و کینہ سے اس قدر پُر ہے۔ کہ وہ ظاہرداری کے طور پر بھی اظہار افسوس کے قابل نہ ہو سکے۔

تعزیتی جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب کی تقریر

اور تو اور مسلمانان لاہور نے جب خواجہ صاحب کے متعلق تعزیتی جلسہ منعقد کیا۔ اور جس میں "حضرت امیر" کو شریک ہونا پڑا اس موقعہ پر انہوں نے خواجہ صاحب کی تعریف میں دوسروں کی تقریریں سُنکر بھی وسیع الاخلاقی کا کوئی اچھا مظاہرہ نہ کیا۔ خود "پیغام صلح" (۱۱۔ جنوری) کا بیان ہے:۔

"حضرت امیر نے ایک مختصر تقریر فرماتے ہوئے کہا۔ خواجہ صاحب کے حالات زندگی میرے دو مکرم دوستوں نے بیان فرما دیئے ہیں۔ خواجہ صاحب مرحوم مشن کالج کے طالب علم تھے۔ عیسائی درسگاہوں میں دو قسم کے طلبا ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں غیرت اسلامی دوسرے مسلمانوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے وہ جو عیسائیت کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب موخرالذکر لوگوں میں سے تھے۔ اور قریب تھا۔ کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔"

"حضرت امیر" نے "مختصر تقریر" تو اس سے لمبی کی ہوگی۔ کہ بالفاظ "پیغام صلح" "وہ خواجہ صاحب کی وفات سے بہت متاثر ہوئے ہیں" لیکن جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اس کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ جس میں آپؐ نے فرمایا ہے۔ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم - یعنی اپنے مرنے والوں کی خوبیاں تو بیان کرو۔ مگر ان کی بُرائیاں زبان پر نہ لاؤ۔ اور جناب خواجہ صاحب مرحوم کو مشن کالج کے ان طلباء میں شریک کرنا ضروری سمجھا جن میں غیرت اسلامی نہیں ہوتی۔ اور جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر لیتے ہیں۔

مولوی صاحب کا انداز تعزیت

یہ اسی بغض و کینہ کی آگ کا شعلہ نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ جو خواجہ صاحب کی وفات کے بعد بھی مولوی صاحب کے سینہ میں بھڑک رہی ہے۔ یہ مولوی صاحب کے اسی خاصہ کا کرشمہ ہے۔ کہ جب ایک دفعہ کسی کے متعلق ان کے دل میں کدورت پیدا ہو جائے۔ تو پھر اس کا نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم وفات پا کر ہمیشہ کے لئے دُنیا چھوڑ گئے۔ ان کے لواحقین اپنے بزرگ کی وفات کی وجہ سے غم و حزن میں مبتلا ہیں۔ لاہور کے معززین اظہار افسوس اور لواحقین سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کرتے ہیں۔ جس میں مولوی صاحب کو بھی تقریر کرنے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی مولوی صاحب کو سوائے اس کے اور کوئی بات نہ سوجھی۔ کہ خواجہ صاحب کی طالب علمی کے زمانہ کو غیرت اسلامی سے عاری اور عیسائیت کا اثر قبول کرنے والا قرار دیں۔ پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرنے کی تجویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حاضرین جلسہ سے فرماتے ہیں:۔

"مرحوم کے فرزند۔ بیگم صاحبہ اور دُوسرے رشتہ داروں سے بے شک آپ کی ہمدردی ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے مستحق مرحوم کے وہ رفقاء کار بھی ہیں۔ جو انگلستان کے علاوہ جرمنی اور دوسرے ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں"

معلوم ہوتا ہے۔ لفظ "ہمدردی" سے مولوی صاحب نے یہ سمجھا۔ کہ خواجہ صاحب کو اپنے مشن کے لئے مسلمان معززین سے جو کچھ ملتا تھا۔ اب ان کے فرزند اور دوسرے رشتہ داروں کو ملنے لگ جائے گا۔ اور اس طرح پھر وہ کشمکش جاری ہو جائیگی۔ جس کا ایک دفعہ مولوی صاحب نے بعد حسرت و یاس بایں الفاظ ذکر کیا تھا۔ کہ "انجمن (جس کے پریذیڈنٹ مولوی صاحب خود ہیں) مشن کے ساتھ تعلق قطع کرنا پسند نہ کرتی تھی۔ اور خواجہ صاحب اسے رکھنا پسند نہ کرتے تھے۔" اس لئے جھٹ کہدیا۔ اس ہمدردی کے مستحق "مرحوم کے وہ رفقاء کار بھی ہیں۔ جو انگلستان کے علاوہ جرمنی اور دوسرے ممالک میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں" یعنی وہ لوگ جن کا آخری وقت تک خواجہ صاحب نے اپنے مشن کے ساتھ تعلق رکھنا گوارا نہ کیا تھا۔ اور باوجود ان کی سر توڑ کوششوں اور کئی قسم کے جوڑ توڑ کے پسند نہ کیا تھا۔ اب انہیں خواجہ صاحب کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان کے خلفائے کار قرار دے کر ان کے مشن پر قبضہ جمانے۔ یا کم از کم مشن کی آمد خود ہتھیا لینے کی کوشش شروع کر دی گئی ہے۔

"پیغام" کا شکوہ

یہ ہے وُہ اندازِ تعزیت جو "پیغام" کے "حضرت امیر" نے خواجہ صاحب مرحوم کے متعلق اختیار کیا۔ باوجود اس کے "پیغام" کو شکوہ ہے۔ کہ "میاں صاحب نے حضرت امیر کو تعزیت کے چار لفظ لکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی" "حضرت امیر" نے۔ اور ان کے رفقاء کار نے جیتے جی۔ اور مرض الموت میں مبتلا خواجہ صاحب کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اور جس سے خود خواجہ صاحب مرحوم سخت نالاں رہے۔ وُہ مرحوم کے لواحقین اور پسماندگان خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور اب وفات کے بعد جو رنگ اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں بھی وُہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی کہاں تک پائی جاتی ہے پس "پیغام" کو یہ شکوہ کرنے کی بجائے۔ کہ "حضرت امیر" کو تعزیت کے چار لفظ کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ "حضرت امیر" کا دل خواجہ صاحب کے متعلق صاف ہو جائے۔ اور وُہ ان کے مشن اور ان کے پسماندگان کو اگر ان احسانات کے بدلہ میں جو خواجہ صاحب نے ان پر کئے۔ کوئی مدد نہیں دے سکتے۔ تو ان کے لئے مشکلات کا باعث تو نہ بنیں۔

میو قوم کے مصائب اور مشکلات

ہم نے گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا۔ کہ مسلمانان الور پر جو مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ ان کی تہ میں ریاست کے ہندو حکام اور ہندوؤں کی سازش کام کر رہی ہے۔ انقلاب کے نامہ نگار خصوصی کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ "میو قوم کے لوگ پُر زور طریق پر کہہ رہے ہیں کہ ان پر جو الزامات عائد

خطبۂ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک کے ایام میں غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ میری

صحت کی حالت اور آواز

دونوں اس قابل نہیں ہیں۔ کہ خطبہ پڑھ سکوں اس لئے صرف نماز میں شامل ہونے کے لئے آگیا ہوں۔ پہلے تو میرا ارادہ تھا کہ مولوی شیر علی صاحب سے کہدوں جمعہ پڑھا دیں۔ مگر چونکہ ایک نکاح کے اعلان کا وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ وہ اعلان بھی کر دوں۔ (یہ اعلان گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے) اور جمعہ بھی خود ہی پڑھا دوں۔ گزشتہ دو تین سالوں سے میں ہر آئندہ سال کے لئے

جماعت کے واسطے ایک پروگرام

مقرر کیا کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت ایک حد تک اس پر عمل بھی کیا کرتی ہے۔ اس دفعہ بھی میرا منشاء تھا کہ اسی طریق کے مطابق پروگرام مقرر کر دوں۔ مگر گزشتہ جمعہ میں تو بیماری کی وجہ سے میں آہی نہ سکا۔ اور آج مفصل تقریر نہیں کر سکتا۔ اس لئے اسے آئندہ جمعہ پر اگر اس وقت تک خدا تعالےٰ صحت عطا کر دے۔ ملتوی کرتا ہوں۔ آج صرف اتنی نصیحت پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ کہ یہ

رمضان کے ایام

ہیں جو تندرست ہیں وہ روزے رکھ رہے ہوں گے اور جو بیمار ہیں۔ وہ اگرچہ روزے نہ رکھتے ہوں۔ مگر ان کے دل روزہ داروں کے ساتھ ہیں۔ اور گو وہ ظاہراً روزہ داروں میں شامل نہیں۔ مگر قرآن کریم اور

خدا تعالےٰ کے منشاء کے مطابق

وہ ان میں شامل ہیں۔ اور وہ اپنی اس محبت اور اخلاص کے مطابق جو انہیں اللہ تعالےٰ اور اس کی عبادات سے ہے۔ رمضان کے برکات سے حصہ لے رہے ہیں۔ یہ دن

زائد عبادات

کے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جہاں وہ اپنے لئے اپنے اعزہ و اقربا کے لئے دعائیں کریں وہاں سلسلہ کی عظمت

اسلام کی ترقی

اور اس کے دشمنوں پر غالب آنے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالےٰ اسی رمضان کے ذکر کے قریب اور دراصل اسی تسلسل میں ایک بات بیان فرماتا ہے اور وہ یہ کہ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام یعنی تم جہاں سے بھی نکلو اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لیا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بحیثیت سپاہی تم خواہ کسی کام میں لگے ہوئے ہو۔ تمہاری توجہ کا مرکز تمہارا مقصود اعظم ہونا چاہیئے۔ اور

ہمارے لئے مقصود اعظم

اشاعت اسلام قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے ہمارے روزے نمازیں حج۔ زکوٰۃ سب میں اسلام کو غالب کرنے کا جذبہ موجود ہونا چاہیئے۔ دشمن خوش ہے۔ کہ اس نے اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا ہے۔ اور اس کی روح کو مٹا دینا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک اسلام کے نام لیوا موجود ہیں۔ مگر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ خوش ہے۔ کہ اس نے ایسے بندھن اور ہتھکڑیاں تیار کر لی ہیں۔ کہ جو اسلام کو ہمیشہ کے لئے جکڑ دیں۔ خدا تعالےٰ کے قرب کے حصول کی روح اور اس سے محبت کے جذبہ کے متعلق جو

سچے مذہب کے غلبہ کا ذریعہ

ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے مٹا دیا ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ یورپ کی مادیت نے اسلام کا ہمیشہ کے لئے جنازہ پڑھ دیا ہے۔ اسی حالت میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ اور ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ اسلام کو پھر غلبہ دے۔ اور دشمنوں کی خوشی کو ماتم سے بدل دے۔ بے شک دشمن

ظاہری سامانوں کے لحاظ سے

موٹا ہے۔ اور خوش ہے۔ کہ عمدہ کھانے کھا کھا کر اس قدر قوت پکڑ چکا ہے۔ کہ اسلام کو مسل ڈالے۔ مگر خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ

روزے رکھ کر اپنے آپ کو دبلا کرنیوالی قوم

کو اس پر غلبہ دے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام یوسف رکھا ہے۔ اور اس کے ایک جانشین کا بھی۔ اس میں یہ بھی حکمت ہے۔ کہ

حضرت یوسف علیہ السلام

کے زمانہ میں بادشاہ نے خواب دیکھا تھا۔ کہ دبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں۔ اس میں

اس امر کی طرف اشارہ

ہے۔ کہ عبادات سے اپنے آپ کو دبلا کرنے والے مرغن اور مقوی اغذیہ کئی کئی وقت کھا کر موٹا ہونے والے دشمن پر غالب آجائیں گے

مسیح کی دُبلی گائیں

موٹی گائیوں کو کھا جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام گئو پال بھی رکھا گیا ہے۔ اور آپ کی جماعت کے لوگوں کو گائے قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا ہے کہ دبلی گائیں پلی ہوئی گائیوں کو کھا جائیں گی۔ تم روزے رکھ کر اپنے آپ کو دبلی گائیں بناتے ہو۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوسف اور گئو پال قرار دیتے ہو۔ اور اس طرح موقعہ پیدا کرتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ اس رنگ میں اپنا جلال ظاہر کرے۔ کہ موٹی کو دبلی گائیں کھا جائیں۔ پس مت گھبراؤ۔ کہ روزے رکھ رکھ کر تم دبلے ہو رہے ہو۔ کیونکہ یہ روز

ازل سے مقدّر

ہے۔ کہ دبلا بنا کر تمہیں موٹوں پر غالب کیا جائے۔ خدا تعالےٰ کی شان یہی چاہتی ہے۔ اور اس کے دبدبہ اور شوکت کا یہی تقاضا ہے میں

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہیں ہمارے حق میں پورا کرے۔ ہماری کمزوریوں کو دور کر کے اپنا قرب عطا کرے۔ اور

دشمن پر غلبہ

دے۔ جو خواہ اندرونی ہو یا بیرونی*

ذکر و فکر

صحبتِ بد

اگر انسان بری صحبت میں گھر جاوے یا ایسے مقام میں رہتا ہو۔ جہاں نیکوں کی صحبت حاصل نہ ہو تو بد صحبت سے متاثر نہ ہونے کے لئے دو طریق سے کام لے

(۱) استغفار پر مداومت کرے

(۲) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں لگا رہے۔ یعنی مجاہدہ کرے اس طرح وہ اشداء علی الکفار بن جاتا ہے۔ اور پھر خود اثر قبول نہیں کرتا جسطرح بدن کا کوئی حصہ روزانہ محنت کرنے اور رگڑ کھانے

مسئلہ اجرائے نبوت ازروئے صحفِ سابقہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب سابق مبلغ افریقہ نے حسب ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر)

مضمون کی نوعیت

جیسا کہ آپ صاحبان کو آج کے پروگرام سے معلوم ہو چکا ہے کہ میرا مضمون "اجرائے نبوت ازروئے صحف سابقہ" ہے۔ یعنی قرآن کریم سے پہلے جو صحیفے دنیا میں نازل ہوئے۔ ان میں نبوت کے متعلق کیا خیالات پائے جاتے ہیں۔ ان کے رو سے آیا نبوت جاری رہنے والی چیز ہے۔ یا بند ہو جانے والی۔ یعنے جسطرح قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رو سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ اسی طرح کیا پہلے انبیاء کے صحیفوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ کہ گزشتہ انبیاء کے بعد بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔

نبوت جاری رہنے والی ہے

یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے دوں گا۔ سو مختصراً جواب تو یہی ہے۔ کہ ان صحائف سے ثابت ہے۔ کہ نبوت جاری رہنے والی چیز ہے۔ گو یہ افسوس کا مقام ہے۔ کہ جس طرح آج ہمارے ان بھائیوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایسے نبی آسکتے ہیں۔ جو آپ کی اطاعت کا شرف رکھتے ہوں۔ اسی طرح گو پہلے صحائف میں یہ موجود تھا۔ کہ نبوت آئندہ بھی جاری رہے گی۔ مگر گزشتہ امتوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا۔ کہ بس نبوت آئندہ کے لئے ختم ہو گئی ہے۔

انقطاع نبوت کے خیالات

چنانچہ آج سے کئی ہزار برس پہلے جب خدا کا ایک نبی یوسف علیہ السلام دنیا میں ظہور فرما ہوا۔ اور جب آپ اپنا مفوضہ کام کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ تو ان کے ماننے والوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً (سورۃ المومن) کہ خدا آپ کے بعد کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ مگر ایک عرصہ گزرنے کے بعد خدا تعالےٰ نے اپنے ایک اور نبی موسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں بھیج کر ان لوگوں کے غلط عقیدہ کی اپنی فعلی شہادت سے تردید فرمائی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جب دنیا سے گزر گئے تو ان لوگوں نے بھی وہی عقیدہ اختیار کر لیا۔ اور وہ یہ کہ اب نبوت آئندہ کے لئے بند ہو گئی۔ چنانچہ مسلم الثبوت صفحہ ۔ میں لکھا ہے۔ اجماع الیھود علیٰ ان لا نبی بعد موسیٰ۔ کہ یہودیوں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ مگر پھر خدا تعالےٰ نے اس عقیدہ کی غلطی لوگوں پر ظاہر فرمائی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا۔ جب آپ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تو پھر لوگوں نے وہی پرانا عقیدہ اختیار کر لیا۔ کہ آئندہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ چنانچہ سورۃ الجن میں اس کا ذکر آتا ہے۔ کہ جنوں میں سے کچھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور کلام الٰہی کو سننے کے بعد اپنی قوم کے پاس جب گئے۔ تو کہنے لگے۔ وہ جو عقیدہ مشہور تھا۔ کہ ان لن یبعث اللہ احداً وہ عقیدہ غلط ثابت ہوا کیونکہ ہم ایک ایسی کتاب کو سن کر آئے ہیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اتاری گئی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی یہی عقیدہ لوگوں میں رائج ہو گیا تھا۔ کہ اب کوئی نبی نہ آئیگا

خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت

غرض دنیا کی تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ لوگوں کا عقیدہ اکثر اوقات یہی رہا ہے۔ کہ آئندہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی فعلی شہادت سے بتلاتا آیا ہے۔ کہ ایسا عقیدہ صرف ان لوگوں کے اپنے ظنون فاسدہ کا نتیجہ تھا۔ دگرنہ کوئی علمی دلیل یا خدائی شہادت ان کے پاس نہیں تھی۔

دور نبوت کو ختم سمجھنے کے وجوہات

سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اس قسم کا خیال لوگوں میں کیوں پیدا ہو جاتا رہا۔ اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ آج کل غیر احمدیوں کا خیال ہے۔ کہ باوجودیکہ قرآن کریم اور احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہایت واضح طور پر ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایسے نبی ہمیشہ آتے رہیں گے جو آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ پھر بھی وہ یہ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ ہرگز نہیں آسکتے۔ بہرحال ایسے لوگوں کے ایسا کہنے کی وجوہ میں سے میرے نزدیک چند ایک حسب ذیل ہیں

پہلی وجہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما قدروا اللہ حق قدرہٖ اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ بشرٍ من شیءٍ یعنے ان لوگوں نے جنہوں نے یہ کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی وحی کسی پر نازل نہیں کرتا۔ اور کسی کو عہدۂ رسالت عطا نہیں کرتا۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی ذات کو سمجھا ہی نہیں کہ وہ اپنی مخلوق سے کس قسم کا تعلق رکھتا ہے اور اس پر کیسا مہربان ہے۔ گو خدا تعالےٰ کا اپنی مخلوق سے جس شفقت اور رحمت کا تعلق ہے۔ اسے نہ سمجھنے کی وجہ سے خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ اب خدا کوئی نبی نہیں بھیجیگا۔

دوسری وجہ

پھر اس قسم کا خیال کرنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو بہت بلند خیال کرنے لگ جاتے۔ اور اپنے آپ کو اتنا بڑھا لیتے ہیں۔ کہ سمجھتے ہیں جو انعام ہمیں ملا تھا۔ وہ بھلا کسی دوسرے کو کہاں مل سکتا ہے۔ گویا وہ اپنی قوم کو اولیاء اللہ من دون الناس یا نحن ابناء اللہ واحباءہٗ کہکر دوسروں کو کسی انعام کا مستحق ہی نہیں سمجھتے

تیسری وجہ

تیسری وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کے اندر شک اور مایوسی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ بھلا ہم کہاں اور خدا تعالےٰ کا قرب اور اس کا انعام نبوت کہاں؟

دوسری اور تیسری قسم کے لوگوں کا ثبوت قرآن کریم کی سورۃ المومن کی اس آیت سے ملتا ہے۔ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شکٍ مما جاءکم بہٖ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا کذالک یضل اللہ من ھو مسرفٌ مرتاب یعنی لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا کہنے والے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول مسرف یعنی خدا تعالیٰ کی حدود سے باہر نکل جانے والے اور اپنے متعلق بہت غلو کرنے والے اور دوسرے مرتاب جنہیں خدا تعالےٰ کی رحمت کے متعلق شک اور مایوسی پیدا ہو جاتی ہے

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ لوگ اندھی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الجن کی اس آیت میں اس کا ذکر فرمایا انہٗ کان رجالٌ من الانس یعوذون برجالٍ من الجن فزادوھم رھقاً وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً الفاظ فزادوھم رھقا میں یہ بتلایا کہ لن یبعث اللہ احداً کا عقیدہ سرکشی اور اندھی تقلید سے اور اس لئے پیدا ہوا کرتا ہے کہ لوگ آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں۔ کان رکھتے ہیں پر سنتے نہیں۔ اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا

پانچویں وجہ

پھر انبیاء کی آمد پر ان کے متبعین اور ماننے والوں کو

ابتلا پیش آتے ہیں۔ اور انہیں مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ان کے مخالفین پر قہری تجلیات اور خدا کا غضب نازل ہوتا ہے چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہم پڑھتے ہیں کہ انہیں کہا گیا۔ اے موسیٰ تیرے آنے پر ہمیں یہ مصائب اور دکھ جھیلنے پڑے ہیں۔ اور آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی یہی کہا جا رہا ہے۔ کہ اچھے نبی ہو کر آئے ہیں۔ کہ ان کے آنے کے بعد نعوذ باللہ عذابوں کا دروازہ ہی کھل گیا۔ تو یہ بھی ایک وجہ ہوتی ہے۔ کہ جب کبھی کوئی نبی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے متبعین میں سے کمزور طبائع مزید ابتلاؤں سے ڈر کر اور مخالفین عذابوں سے ڈر کر اس قسم کی باتیں کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ آئندہ کوئی نبی نہ آئیگا کیونکہ وہ اپنی نادانی سے اپنے مصائب کا باعث نبی کی بعثت کو اور ان سے مخلصی کا علاج نبوت کے انقطاع کو سمجھنے لگ جاتے ہیں:۔

نبوت کے متعلق مشہور مذاہب کے خیالات

یہ بتلانے کے بعد کہ اگرچہ لوگوں نے نبوت کو ختم سمجھ لیا۔ مگر تمام صحائفِ آسمانی کے اندر یہ لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ کہ نبی آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ اور مختصر طور پر یہ بھی بتلا دینے کے بعد کہ اس قسم کا عقیدہ لوگوں کے اندر کیوں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کیوں نبوت کو بند سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اب میں چند ایک مشہور مذاہب کو لیکر رعایت وقت کے ساتھ چند حوالے آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جن سے یہ ظاہر ہوگا کہ ان مذاہب کے نزدیک نہ صرف حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک نبی آسکتے تھے بلکہ آپ کے بعد بھی نبی آتے رہینگے اور ایک جماعت ان کے خیالات کی تردید کے لئے ہوگی۔ جو ثابت کریگی کہ نہ صرف قرآن کریم سے بلکہ صحف سابقہ سے بھی امکان نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لئے اس کے رحم اور فضل نے اس بات کا تقاضا کیا۔ کہ اس قسم کے سامان مہیا رہیں۔ جن سے امکانِ نبوت صحفِ اولیٰ سے بھی ثابت ہو سکے

ہندو دہرم

اس مختصر سی تمہید کے بعد میں ہندو دہرم کے متعلق وہ حوالے پیش کرتا ہوں جن سے امکان نبوت ثابت ہے۔ چونکہ میں نے امکان نبوت حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ثابت کرنا ہے۔ اس لئے پہلے ایسے حوالے پیش کروں گا۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری ثابت ہو۔ اور پھر ایسے حوالے بتلاؤں گا۔ جن سے آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ثابت ہو۔

راجہ بھوج کا مکاشفہ

بھوکیشہ پران ہندوؤں کی پیشگوئیوں کی ایک کتاب ہے۔ اس کے کھنڈ ۳ شلوک ۵-۶ میں راجہ بھوج کا ایک مکاشفہ درج ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

" اتنے میں ایک اچاریہ (یعنی گورو) مہامد (یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو کو پنج گویا (یعنی پانچ پوتر چیزوں) سے ملے ہوئے پانی کے ساتھ اشنان کرایا۔ اور چندن وغیرہ سے اس کی پوجا کر کے تن میں اس کی پرارتھنا کی۔ بھوج راج بولا۔ عرب دیش کے باسی (رہنے والے) پاربتی کے ناتھ تجھکو میرا نمسکار ہو ہے ایشور کے آمنت (نہایت ہی پیارے) بھگت (بندہ) تجھ کو میرا بار بار نمسکار ہو۔ تو مجھ کو اپنی سیوا میں آیا ہوا بھگت جان"

" اس طرح راجہ کے بچن کو سن کر مہامد مہاراج نے راجہ کو آشیرواد (دعا) دی۔ اور کہا راجہ ایشور تیرا کلیان کریں گے۔"

یہ ایک مکاشفہ ہے۔ جو ہندو راجہ نے دیکھا۔ اور عالم رؤیا میں ساری گفتگو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کی۔ پھر اسے ایسے رنگ میں پیش کیا ہے۔ کہ گویا وہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ صاحب الہام یا کشف کو اپنے الہام اور کشف پر ایسا ہی اعتبار ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کو پورا شدہ سمجھتا ہے۔ اس لئے اس مکاشفے کو ایسے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ گویا یہ ایک واقعہ ہے۔ ہمارے ہاں بھی بعض پیشگوئیاں بوجہ یقین الوقوع ہونے کے صیغہ ماضی میں بیان کی گئی ہیں۔ اس مکاشفے سے ثابت ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع میں جاری ہوگی۔ کیونکہ آپ کو معمولی نبی نہیں کہا گیا۔ بلکہ مہادیو یعنی نبیوں کا سرتاج لکھا ہے۔

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ جنہیں ہندو ایک مقدس ہستی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی اس کے یہی معنے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں اور

پہلا آدم مہیش ہوئے دوجا برہما ہوئے
تیجا آدم مہادیو محمد کہے سب کو سے

اب ہم ایسی خبر کی تلاش کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی اطلاع ملتی ہو۔ اس کے لئے ہمیں ہندوؤں کی کتابوں میں ایک کلیہ نظر آتا ہے۔ کہ جب اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ خدا کا کوئی بندہ اصلاح مخلوق کے لئے خدا کے حکم سے کھڑا ہو

گیتا کا حوالہ

بھگوت گیتا جو ہندوؤں کی بڑی مقدس کتاب ہے۔ اور جس کا درجہ گاندھی جی کے نزدیک ویدوں سے بھی بڑا ہے۔ اس کے اندر حضرت کرشن علیہ السلام آج سے ۵۰۰۰ سال پہلے فرما گئے ہیں۔

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت ابھیُتھانم
دھرمسیہ تدا تمانم سرجا میہم مطلب کہ

چو بینم در دنیا عصیاں بسے
نمائیم خود را بشکل کسے

پس جب ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ تو اس وقت خدا اپنے کسی بندے کو دنیا میں اصلاح مخلوق کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ پھر اسی گیتا میں لکھا ہے۔

"پرانائے سادھو نام بناشائے چہ دشکرتام دھرم سنستھاپنارتھائے سمبھوامی یگے یگے"

"یعنی جب دہرم کا رواج موقوف ہو جائے گا اور ظلم بدکاری کا طریقہ پھیل جائیگا۔ تو اچھوں کی حفاظت اور بدکاروں کی بیخ کنی کے واسطے سری بھگوان وشنو مہاراج اوتار لینگے (گیتا چوتھا ادھیائے شبدے ۸)

پھر کرشن جی مہاراج ارجن سے کہتے ہیں۔

ویدا ہمیتم پرشم مہان تم آدت ورون تمسا پرستات تو سے
ودتوا پی مرتیو میتی نانیاں پنتھا ودتے انائیہ

"یعنی وید دنیا سے مفقود ہو جائیں گے اور ہر ایک انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھے گا۔ سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ اس وقت خطرناک بیماری پھیلے گی (اور موتا موتی لگ رہی ہوگی) دنیا میں بہت سے مذہب پھیل جائیں گے۔ اس وقت میں دنیا میں اوتار لوں گا۔" (کل یگ پر نظر ۱۲)

کل جگ کا زمانہ

ان حوالوں میں سری کرشن جی مہاراج کے بروزی طور پر جلوہ نما ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اور ان میں جو علامات و نشانات بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے ایک ایسے نبی کے آنے کی خبر ملتی ہے جو حضرت سرور دو جہان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آئیگا۔ کیونکہ اس آنے والے نبی کے ظہور کا وقت کل یگ کا زمانہ بتایا گیا ہے اور کل یگ کا زمانہ ہندوؤں کے نزدیک وہی زمانہ ہے جسے ہم قرب قیامت کا زمانہ کہتے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آیا۔ چنانچہ ہدایت الہنود صفحہ میں لکھا ہے:۔

"دیوتاؤں کے باراں ہزار برسوں کے چار جگ ہوتے ہیں جن میں سے دیوتاؤں کے چار ہزار برس کا ست جگ اور تین ہزار کا تریتا (اور چار ہزار برس کا دواپر) اور ایک ہزار کا کل جگ ہوتا ہے۔" اور روایت ہے۔ کہ مہامت (یعنی محمد صلعم) آدم کی پیدائش سے چھ ہزار سال بعد پیدا ہوگا" چونکہ حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب یہ ساتواں ہزار اور کل جگ کا زمانہ ہے۔ سوامی دیانند نے بھی موجودہ زمانہ کو کل جگ کا زمانہ قرار دیا ہے۔ دیکھو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۴ مترجمہ نہال سنگھ۔

مہا بھارت کا حوالہ

اس کے بعد ہم ہندوؤں کی مقدس کتاب مہا بھارت

مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس میں بھی ہمیں انبیاء کے آنے کے متعلق ایک کلیہ نظر آتا ہے وہاں لکھا ہے۔

"جب اندھا دھند ادہرم کی عملداری رہتی ہے۔ جھوٹ فریب۔ ہتیا۔ غصہ۔ لالچ وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جپ تپ پوجا پاٹھ برت ہون ایسے ایسے تمام نیک کام برہمن (علماء دین) تک چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروں کا کیا ذکر۔ خوردنی و ناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ جھوت چھات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے۔ جرأت و بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ ویش اور شودروں کی خدمت گذاری سے کچھ کام نہیں رہتا ہے فکر رہتا ہے تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے۔ دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ شودروں یعنی رذیلوں کا عروج ہوتا ہے۔ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں غلہ بے مزہ پھل بدذائقہ ہو جاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں۔ گایوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساک باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں ناخن اور بال بڑھا بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں۔ برہمچاری خوب مال مارتے ہیں۔ گوشت کھاتے۔ خوب شرابیں اڑاتے ہیں برہمن رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان (خیرات) لیتے ہیں مطلب آشناؤں محسن کشوں کی کثرت ہوتی ہے۔ صادق الاعتقاد اور نیک نیت لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ ان کی زندگی کم ہو جاتی ہے۔ پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ خاوندوں کے ہوتے ہوئے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں سرد حسین بی بی سے التفات نہیں کرتے۔ زنان بازاری کو گھر کا مالک بناتے ہیں۔ شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سنسان جہاں پہلے دہرم ہوتے تھے۔ وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے۔" (مہابھارت ادھیائے ۲۸ صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۷)

پھر لکھا ہے۔

"ایک زمانہ آئیگا۔ کہ زمین پر وہ گناہ اور پاپ ہونگے کہ زمین کانپ اٹھے گی لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے۔ رضا جوئی و فرمانبرداری کیسی عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھیں گی۔ ریت رسم کیا۔ پوجا پاٹ دہرم کرم جڑ پاؤں سے کٹ جائیں گے لوگ ادہرم کریں گے۔ دہرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے" جب ایسا ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟ لکھا ہے کہ "تب اس طرح دہرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا۔ تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائیں گے۔" اور وہ کیا کریں گے؟ "پاپ کی ناؤ ڈبوئیں گے۔ دہرم کی بیل پھر ہری بھری ہوگی۔" (صفحہ ۶۸۹)

چند اور حوالے

ایسا ہی کتاب آئینہ سنبھل صفحہ ۹ تا ۳۲ و کلکی پوران مترجم صفحہ ۱ تا ۶ اشلوک ۴۳ تا ۴۸ میں بھی اسی قسم کی علامات آئی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اس قسم کے حالات یعنی کل یگ کے زمانہ میں دنیا میں نبی آیا کرتے ہیں۔ کل یگ کے ایک معنی تو ہیں یعنی بے دینی کا زمانہ دوسرے اس کے معنی جنگ اور مشینوں کے زمانہ کے بھی ہیں۔ ان سب معنوں کے لحاظ سے موجودہ زمانہ ایک اوتار کے آنے کا زمانہ ہے

مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی

میرے دوستو یہ صرف قرائن اور دور کی باتیں ہی نہیں بلکہ سرور دوجہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد میں آنے والے ایک نبی کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ وہ نبی ہندوستان میں اور قادیان کی بستی میں پیدا ہوگا۔ اور ان کا نام نامی اور اسم گرامی احمد ہوگا (علیہ السلام) چنانچہ وہی بھوشیہ پران جس میں سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت والا حوالہ دے چکا ہوں۔ اسی میں لکھا ہے۔

"راجہ بھوج کو دیوتا کا سروپ بنا کر (یعنی حلیہ بتلا کر) خواب میں یہ بات بتلائی۔ کہ ایسے لوگوں کو جن کا ختنہ کیا گیا ہو۔ چوٹی نہ رکھتا ہو۔ لمبی ڈاڑھی والا۔ بانگ دینے والا۔ سب کچھ کھانے والا میرا آدمی ہوگا۔ اگر ایسا آدمی ہندوستان میں آئے۔ تو اس کو بے روک ٹوک ہندوستان میں آنے دیا جائے۔ اور سب جگہ پھرنے دینا چاہیئے۔"

اس جگہ اس آنے والے کی جو علامت بتائی گئی ہے۔ اس سے یہی ثابت ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوگا۔ کیونکہ "بانگ دینا" تو آپ نے ہی مقرر کیا۔ اور وہ ہندوستان میں آئے گا۔

پھر کلکی پوران کا اردو ترجمہ۔ مترجمہ پنڈت ہر دیال شرما اس کے صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے

کلکی بھگوان اون میں اور باغیچوں کو جو شہر کے قریب تھے دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوئے۔ احمد نے عزت اور محبت سے کہا۔ کہ اے طوطے اس جگہ ہم اشنان کریں گے۔ طوطے نے پربھو کے اس مطلب کو سمجھ کر عاجزی کے ساتھ عرض کیا۔ کہ میں پدما کے محل میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور اس نے پدماوتی کے پاس آکر کلکی بھگوان کا پیام کہا۔ یعنی وہاں آنے کی مبارک خبر دی۔ اس میں ان کا نام بتلا دیا۔ کہ احمد ہوگا۔ اس کے متبعین کی ایک علامت بتلادی۔ کہ وہ اپنے لباس میں ایک سبز امتیاز اختیار کریں گے۔ اور کہ وہ سفید لوگوں کے ملک یعنی یورپ میں تبلیغ کریں گے۔ پھر طوطے سے مراد مرید ہوتا ہے۔ طوطا انسان کی تعلیم کا محتاج ہوتا ہے اس تشریح سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چسپاں ہوتی ہے۔

میرے دوستو آؤ اب اس سے بھی صاف اور واضح بات عرض کرتا ہوں۔ کہ اس آنے والے احمد کا جائے نزول کونسی مبارک بستی ہوگی۔ کس بستی کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ اس کے اندر خدا کا وہ پیارا پیدا ہو۔ لکھا ہے۔

"پدما بولی۔ کہ ہے طوطے پھر کہو۔ انہوں نے کہاں جنم لیا ہے۔ اور انہوں نے کیا کرم کئے ہیں"

طوطا بولا۔ کہ لکشمی پتی پدم دیالو بھگوان برہما جی کی التجا سے دہرم کو قائم کرنے کی غرض سے اچھا کرتے ہوئے سنبھل نگر میں اوتار لینگے برہمن کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ "جب نیک اعمالیوں کا قحط ہوگا۔ بدافعالیاں اپنا سکہ جمائیں گی۔ تب بھگوان اوتار لیں گے برہمن کے گھر (یعنی وہ عالی نسب ہونگے۔) سنبھل کے مقام پر۔ بشن کے نام سے پکارے جائیں گے۔ نہ کلنگی کی طاقتیں غیبی ہونگی طاقت میں بےنظیر۔ عقل مندی میں یکتائے روزگار۔ یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا۔ نہ لڑائی کا اوزار۔ مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائیگا۔ ذات مبارک دہرم کو از سر نو زندہ کریگی۔ بدکردار راجے لقمۂ تیغ اجل ہونگے۔ دہرم کی خلاف ورزی عذاب میں داخل سمجھی جائیگی۔"

(مہابھارت ادھیائے ۹۰ صفحہ ۹۹)

ان ہر دو حوالوں میں اس نبی کے ظہور کی جگہ کا نام بتایا سنبھل نگر سے قادیان ہی مراد ہے۔ کیونکہ سنبھل اسے کہتے ہیں جو اچھے کرموں کے ہونے سے مشہور ہو۔ اور اسلام پور بھی اسی مقام کا نام ہے جو کہ اسلام کا مرکز ہو۔ اسلامی تعلیم کا نمونہ ہو اور نیک عملوں کے ہونے سے مشہور ہو۔ قادیان کا نام اسلام پور ہی تھا۔ اس آخری حوالہ میں اس رسول کی طرز تبلیغ بھی بتلا دی کہ ان کے ظاہری اوزار نہ ہونگے بلکہ وہ روحانی طاقتوں سے کام کریں گے۔ گویا یضع الحرب اور یجد لہا دینہا کا نقشہ بھی کھینچ دیا۔ (باقی)

اسلامی نقطۂ نگاہ سے حضرت کرشنؑ کی حیثیت

معاصر جریدہ کی غلط فہمی کا ازالہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کارنامہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں قرآن کریم کی جن صداقتوں کا پُر زور دلائل کے ساتھ اظہار فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہر قوم میں نبی آتے رہے ہیں۔ اور جن شخصیتوں کے متعلق بڑی بڑی قومیں سالہا سال سے عقیدت اور اخلاص کے جذبات رکھتی اور انہیں قابلِ احترام سمجھتی ہیں۔ وہ ضرور خدا تعالےٰ کے مرسل تھے۔ جو اپنے اپنے زمانہ اور اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے کرشن جی کو بھی ہندوستان میں مبعوث ہونے والا نبی بتایا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا۔ جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳ و ۳۴)

قرآن کریم کی ایک صداقت

جس اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن جی کو نبی قرار دیا۔ وہ قرآن کریم سے پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع ۳) یعنی ہر امت میں کوئی نہ کوئی نذیر گزرا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ (النحل ع ۵) ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو حکم دیا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور بتوں سے بچو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے بھی فرمایا۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد (رعد ع ۱) تو ہماری طرف سے منذر بنا کر بھیجا گیا۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی آچکا ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات سے واضح ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب اللہ تعالےٰ کے انبیاء و مرسلین اور اس کے ہادیوں کے ذریعہ قائم شدہ ہیں۔ کیونکہ ہر قوم میں خدا تعالےٰ کے نبی آتے رہے ہیں۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان ایک پرانا آباد اور وسیع ملک ہے۔ تو ضروری نظر آتا ہے۔ کہ اس میں بھی مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ کے انبیاء آئے ہوں۔ اور خدا کی رحمت نے اس خطہ کو یونہی نہ چھوڑ دیا ہو۔ چونکہ حضرت کرشنؑ کے متعلق کروڑوں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ بہت اعلیٰ پایہ کی شخصیت رکھتے تھے۔ اس لئے مشرکانہ رنگ میں ہندو کرشن جی کو خواہ کوئی درجہ دیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے متعلق اتنی بڑی اور اتنے زمانہ سے عقیدت ظاہر کرتی ہے۔ کہ واقعہ میں وہ خدا کے برگزیدہ تھے

ان وجوہات کی بناء پر جماعت احمدیہ کرشن جی کو نبی یقین کرتی۔ اور ان تمام امور کو باطل سمجھتی ہے۔ جو ان کی ذات والا صفات کے متعلق بدنما دھبہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اخبار جریدہ کا اعتراض

پچھلے دنوں رسالہ "نیرنگ خیال" نے اپنے سالنامہ میں کرشن جی کی ایک فرضی تصویر شائع کی۔ جس میں ہندوؤں کی روایات کے مطابق یہ نظارہ دکھایا گیا ہے۔ کہ کرشن جی مکھن کی چوری کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ رہتک نے اسے کرشن جی کی ہتک قرار دیا۔ اور ایک اجلاس میں ایڈیٹر صاحب نیرنگ خیال سے درخواست کی۔ کہ جماعت احمدیہ کے احساسات کا پاس کرتے ہوئے آئندہ اس قسم کی تصاویر کی اشاعت سے پرہیز کریں۔ اس جلسہ کی روئداد الفضل میں شائع ہونے پر معاصر "جریدہ" (۳ جنوری) لاہور نے جو حال ہی میں جاری ہوا ہے "انما المشرکون نجس" اور "الفضل قادیان کی توجہ کے قابل" دوہرے عنوان کے ماتحت ایک نوٹ شائع کیا۔ جس کا مطلب ہم بمشکل یہ سمجھ سکے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ کرشن جی مشرک تھے۔ اور شرک کے متعلق قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے۔ کہ انما المشرکون نجس مشرک ناپاک ہیں۔ "رہتک کے قادیانی حضرات قرآن حکیم کے اس حکم کی صریحاً مخالفت کرتے ہوئے۔ کرشن کو علیہ السلام لکھ رہے ہیں۔ گویا وہ پیغمبر تھا۔ نیرنگ خیال لاہور نے کرشن صاحب کی جو تصویر شائع کی ہے۔ وہ اس کے اپنے دماغ کی اختراع محض نہیں۔ بلکہ اس میں وہ چیز پیش کی گئی ہے۔ جو خود برادران ہنود کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔"

نازیبا امر

ہمیں اس بات پر بے حد حیرت ہے۔ کہ مدیر صاحب جریدہ نے کس بناء پر کرشن جی کو نعوذ باللہ قرآن شریف کی آیت انما المشرکون نجس کا مصداق قرار دیدیا۔ جبتک وہ یہ ثابت نہ کریں۔ کہ کرشن جی نے فی الواقعہ شرک کی تعلیم دی۔ اور خود شرک کے مرتکب ہوئے۔ اس وقت تک انہیں مشرک اور ناپاک قرار دینا بہت ہی نازیبا امر ہے۔ اس قسم کا قطعاً کوئی ثبوت نہ ہوتے ہوئے اگر اس لئے کرشن جی کو مشرک قرار دیا گیا۔ کہ ہندو ان کی طرف مشرکانہ باتیں منسوب کرتے اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو اس میں کرشن جی کا کیا قصور۔ خود مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو کئی بزرگوں کی طرف مشرکانہ امور منسوب کرتے۔ ان کی قبروں پر سجدے کرتے۔ اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں۔ کیا اس وجہ سے ان بزرگوں پر کوئی حرف آسکتا ہے۔ اور ان کو مشرک کہا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو کرشن جی کو بھی ہندوؤں کی وجہ سے ہرگز مشرک نہیں کہا جا سکتا۔

عذرِ نامعقول

اب رہی یہ بات۔ کہ نیرنگ خیال نے جو تصویر شائع کی ہے۔ وہ اس کے اپنے دماغ کی اختراع نہیں۔ بلکہ اس میں وہ چیز پیش کی گئی ہے۔ جو ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے اس میں بھی کوئی معقولیت نہیں پائی جاتی۔ کیا انجیل کے بیانات کی بناء پر حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اگر کوئی ایسی تصویر شائع کرے۔ جس سے ان کی شانِ نبوت پر دھبہ لگتا ہو۔ تو مسلمان یہ کہکر ایسے شخص کو حق بجانب قرار دیں گے۔ کہ اس تصویر میں جو چیز پیش کی گئی ہے۔ وہ عیسائیوں کی مقدس اور الہامی کتاب میں موجود ہے۔ اسی طرح ان بیانات کو جو بائیبل میں۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحاقؑ۔ حضرت یعقوبؑ حضرت لوطؑ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق موجود ہیں اگر کوئی تصویری رنگ میں پیش کرے۔ تو اسے مسلمان برداشت کرلیں گے۔ اگر نہیں۔ تو کرشن جی کے متعلق ہندو کتب کی خرافات کو تصاویر میں دکھانا۔ وہ لوگ کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔ جو کرشن جی کو خدا کا پیارا اور اس کا نبی مانتے ہیں۔ اسی بناء پر رہتک کے احمدیوں نے نیرنگ خیال کی زیر بحث تصویر کے خلاف آواز اٹھائی اور آئندہ اس قسم کی تصاویر شائع کرنے سے باز رہنے کی درخواست کی۔

اسلام کی خصوصیت

معاصر جریدہ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام عالمگیر اور مصلح کل مذہب ہے۔ اور اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس نے تمام ادیان کے رہنماؤں کو پاکباز اور صادق تسلیم کر کے اخوت باہمی کا ایک عظیم الشان باب کھول دیا ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اسلامی تعلیم کے ماتحت ان برگزیدہ ہستیوں کا پورا پورا احترام کریں۔ جنہیں مختلف اقوام میں خاص اعزاز حاصل ہے۔

کرشن جی اور عام مسلمان

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ الفضل کی ان سطور کے متعلق جن میں اسلام کی اس خصوصیت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ جریدہ نے یہ کیونکر لکھ دیا۔ کہ ان سے فرزندانِ توحید کے قلوب مجروح ہوگئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کرشن جی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشکردہ صداقت پر نہ صرف جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں میں بھی یہ مقبول ہو رہی ہے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں "میری کرشن...

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

مندرجہ ذیل فہرست ان خریداروں کی ہے جن کا چندہ الفضل ۱۴ جنوری سے ۱۵ فروری تک ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ ورنہ انتظار کر کے فروری کے پہلے ہفتے کا الفضل وی پی کیا جائے گا۔ وی پی سے انکار کرنے والوں کا پرچہ تا وصولی بند رہے گا۔ (مینیجر)

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۴۳	مرزا برکت علی صاحب	۳۷۵۹	بابو شمس الدین صاحب
۶۱	چوہدری غلام احمد صاحب	۴۱۲۰	غلام حسین صاحب
۱۶۱	پیر حاجی احمد صاحب	۴۱۷۸	سید محمد حسین صاحب
۱۹۶	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب	۴۱۹۳	مطلوب خانصاحب
۲۶۵	چوہدری غلام محمد صاحب	۴۴۳۳	مسٹر کریم بخش صاحب
۶۸۳	محمد امین فضل کریم	۴۵۵۳	شیخ نعمت اللہ خان
۹۲۷	بابو عبید اللہ صاحب	۴۸۰۰	ڈاکٹر سید عبد الوحید صاحب
۱۰۶۴	منشی محمد عبد اللہ صاحب	۴۸۱۶	علی حسن صاحب
۱۴۳۰	بابو محمد شفیع صاحب	۴۸۲۹	محمد حسین صاحب
۱۶۰۶	ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب	۴۸۶۰	امام بخش صاحب
۱۶۷۱	میاں عبد الغفار صاحب	۵۰۴۶	ڈاکٹر رشید احمد صاحب
۱۶۹۱	مولوی غلام رسول صاحب	۵۰۳۰	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب
۱۷۵۰	نصر اللہ خان صاحب	۵۲۳۰	چوہدری سردار خانصاحب
۱۷۹۳	شیخ کریم اللہ صاحب	۵۲۶۷	محمد اسماعیل صاحب
۱۹۴۱	قاضی محمد حسین صاحب	۵۳۸۸	محمد دین صاحب
۲۰۱۲	حافظ عبد الجلیل صاحب	۵۷۶۱	سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ
۲۱۶۰	میاں محمد ابراہیم صاحب	۵۸۳۴	ڈاکٹر اعظم علی صاحب
۲۲۰۶	بابو حشمت اللہ صاحب	۵۸۲۹	بابو محمد خان صاحب
۲۵۰۸	مولوی نظام الدین صاحب	۵۸۶۰	محمد حاجی ایوب صاحب
۲۷۱۷	میاں غلام نبی صاحب	۶۲۱۱	عبد القیوم صاحب
۲۷۲۳	چوہدری اللہ دتہ صاحب	۶۲۴۳	محمد یوسف صاحب
۲۷۸۸	چوہدری فضل احمد صاحب	۶۲۲۱	محمد عالم صاحب
۲۹۹۴	ابو اصغر محمد رفیق صاحب	۶۳۴۸	محمد طفیل محمد حسین صاحب
۳۲۱۵	ڈاکٹر محمد اشرف صاحب	۶۳۶۰	محمد یٰسین خانصاحب
۳۳۱۱	حافظ غلام محمد صاحب	۶۴۲۶	چوہدری غلام محمد صاحب
۳۳۴۷	جناب غلام قادر خانصاحب	۶۴۳۶	بابو احمد خانصاحب
۳۶۸۳	چوہدری نعمت خانصاحب	۶۴۷۲	اے جی ناصر صاحب
۳۷۲۵	مرزا اکبر بیگ صاحب	۶۴۸۳	محمد یوسف علی صاحب

نمبر خریداری	نام
۶۷۲۶	حبیب الرحمٰن صاحب
۶۸۱۶	عزیز احمد صاحب
۶۸۲۸	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
۶۸۳۸	چوہدری مہر الدین صاحب
۶۸۴۰	مخدوم نذیر احمد صاحب
۶۸۸۰	محمد الیاس صاحب
۶۸۸۱	ننھے خان صاحب
۶۹۱۶	امیر محمد خانصاحب
۶۹۴۴	آئی ملک صاحب
۶۹۶۱	بشارت احمد صاحب
۷۰۰۱	صوبیدار محمد خان صاحب
۷۰۳۱	چوہدری فضل احمد صاحب
۷۱۲۱	ڈاکٹر محمد حسن خانصاحب
۷۱۲۸	مستری غلام رسول صاحب
۷۱۶۰	مصاحب خان صاحب
۷۲۴۰	چوہدری سردار احمد صاحب
۷۲۵۷	بنت ڈاکٹر احمد خانصاحب
۷۲۸۵	سلطان احمد صاحب
۷۴۳۹	صلاح الدین صاحب
۷۵۱۹	مرزا عبد القیوم صاحب
۷۵۴۲	منشی عبد الحمید صاحب
۷۵۵۸	ملک حسن محمد صاحب
۷۵۸۹	شیخ رحمت اللہ صاحب
۷۶۲۹	محمد یعقوب صاحب
۷۷۲۹	عبد الرحمٰن صاحب
۷۷۶۸	ڈاکٹر محمد لطیف صاحب
۷۸۴۶	سید تبارک حسین خانصاحب
۷۸۹۰	مرزا محمد بیگ صاحب
۷۹۱۱	مستری محبوب عالم صاحب
۷۹۱۷	چوہدری غلام حسین صاحب
۸۰۰۷	حاجی علی محمد صاحب
۸۰۱۰	دین محمد صاحب
۸۰۲۰	محمد عبد العزیز صاحب
۸۰۴۲	محمد کشی صاحب
۸۰۴۸	محمود احمد صاحب
۸۰۷۵	رشید احمد صاحب
۸۱۴۴	عبد الحق صاحب
۸۱۶۵	بابو غلام محمد صاحب
۸۱۷۵	ڈاکٹر کریم الدین صاحب
۸۲۲۹	چوہدری نور محمد صاحب
۸۲۸۶	محمد بخش صاحب
۸۳۱۳	مستری محمد صادق صاحب
۸۳۳۰	محمد الدین صاحب
۸۳۳۴	فضل الرحمٰن صاحب
۸۳۴۸	کریم بخش صاحب
۸۳۵۳	مستری کالے خانصاحب
۸۳۶۵	محمد عزیز صاحب
۸۴۲۷	خواجہ حفیظ اللہ صاحب
۸۴۵۸	سید محمد مقصود علی شاہ صاحب
۸۴۷۲	ملک کرم الٰہی صاحب
۸۴۹۵	مرزا محمد شفیع صاحب
۸۵۳۰	چوہدری محمد جعفر خانصاحب
۸۵۶۳	شیخ حمید صاحب
۸۵۶۷	سردار امیر محمد خانصاحب
۸۵۷۳	محمد اشرف صاحب
۸۵۸۴	مینیجر صاحب آریہ مسافر
۸۵۹۷	فرزند علی شاہ صاحب
۸۶۰۳	عبد العزیز صاحب
۸۶۰۵	جلال الدین ولد فہما الدین
۸۶۱۷	مسٹر رفیع الزمان خانصاحب
۸۶۲۸	مولوی محمد یعقوب صاحب
۸۶۲۹	کے عبد اللہ صاحب
۸۶۴۸	میر امان اللہ صاحب
۸۷۲۵	غلام رسول صاحب
۸۷۴۴	محمد صدیق احمد صاحب
۸۷۹۰	اللہ دتہ صاحب
۸۸۴۲	عنایت حسین شاہ صاحب
۸۸۴۴	سید فیاض الدین احمد صاحب
۸۸۴۹	چوہدری سراج الدین احمد صاحب
۸۸۵۷	منشی محمد عالم صاحب
۸۸۶۳	چوہدری علی احمد صاحب
۸۸۶۶	مستری غلام رسول صاحب
۸۸۶۷	مستری غلام محمد صاحب
۸۸۸۷	چوہدری عاشق محمد صاحب
۸۸۹۰	محمد شفیع خان صاحب
۸۸۹۴	ایم عبد العزیز صاحب
۸۹۰۷	عبد الغنی و عبد الرزاق صاحب
۸۹۲۰	خواجہ شمس الدین صاحب
۸۹۴۶	شیخ کرم الدین صاحب
۸۹۹۶	سید محبوب عالم صاحب
۹۰۲۰	محمد الدین صاحب
۹۰۲۱	عبد العزیز صاحب
۹۰۴۴	سردار خان صاحب
۹۰۶۹	محمد صادق صاحب
۹۱۱۰	محمد لطیف صاحب
۹۱۴۳	رانا فیض بخش صاحب
۹۱۴۹	بابو محمد عثمان صاحب
۹۱۵۷	شیخ محمود حسین صاحب
۹۱۵۸	سیٹھ خیر الدین صاحب
۹۱۶۱	حسین بخش صاحب
۹۱۶۳	سید محمد افضل شاہ صاحب
۹۱۷۰	خادم علی صاحب
۹۱۷۱	آئی ایس عبد القادر صاحب
۹۱۷۴	شیخ عبد الغنی صاحب
۹۱۷۵	میاں ناصر علی صاحب
۹۱۷۸	سید شمس الحق صاحب
۹۱۸۰	سکرٹری صاحب
۹۱۸۱	عبد الحکیم صاحب
۹۱۸۳	شیخ انعام اللہ صاحب
۹۱۸۴	چوہدری ثناء اللہ صاحب
۹۱۸۶	محمد حنیف صاحب
۹۱۸۷	عبد العزیز صاحب
۹۱۹۰	عبد النبی صاحب
۹۱۹۳	حاجی جلال دین صاحب
۹۱۹۶	محمد زمان خانصاحب
۹۲۱۹	احمد سعدی صاحب
۹۲۴۰	سید زمان شاہ صاحب
۹۲۸۴	محمود احمد شاہ صاحب
۹۳۰۳	ماسٹر احسان اللہ خانصاحب
۹۳۰۹	قمر الدین صاحب
۹۳۲۵	غلام صمدانی صاحب
۹۳۳۴	منشی عبد اللہ خانصاحب
۹۳۵۱	شکر الٰہی صاحب
۹۳۵۸	اے محمد صدیق صاحب
۹۴۱۸	چوہدری فضل الٰہی خان
۹۴۲۱	احمد جان صاحب
۹۴۲۳	شیخ محمد اقبال صاحب
۹۴۲۴	کے امین دین صاحب
۹۴۲۵	منظور احمد صاحب
۹۴۳۵	محمد اسحاق صاحب
۹۴۳۶	میاں علم الدین صاحب
۹۴۳۷	فیروز الدین صاحب
۹۴۴۰	فضل محمود صاحب
۹۴۴۱	ملک مبارک علی خانصاحب
۹۴۴۲	چوہدری صادق علی صاحب
۹۴۴۳	محمد صاحب
۹۴۴۴	چوہدری مہر الدین صاحب
۹۴۴۵	چوہدری برکت علی صاحب
۹۴۶۵	محمد الدین صاحب
۹۴۷۲	شیخ فضل کریم صاحب
۹۴۸۹	محی الدین صاحب
۹۴۹۳	مرزا فضل الٰہی صاحب
۹۴۹۹	محمد عبد اللہ صاحب
۹۵۰۹	محمد رمضان صاحب
۹۵۱۵	حافظ محمد ابراہیم صاحب
۹۵۱۷	غلام رسول صاحب
۹۵۲۵	مسٹر کے دین صاحب
۹۵۲۷	محمد اکرام صاحب
۹۵۲۸	ملک نبی محمد صاحب
۹۵۲۹	امیر الدین احمد صاحب
۹۵۳۳	ملک محمد سعید صاحب
۹۵۴۰	راجہ فضل داد صاحب
۹۵۴۵	شیخ فیروز الدین صاحب
۹۵۴۸	حاجی اے کے احمدی
۹۵۵۶	مولوی عبد اللطیف صاحب
۹۵۹۸	سید تاج حسین صاحب
۹۵۹۹	مولوی عبد الغنی صاحب
۹۶۰۲	میاں دو[illegible] صاحب
۹۶۰۷	چوہدری عطا محمد صاحب
۹۶۱۷	میاں مبارک احمد صاحب
۹۶۱۹	فہیم الدین صاحب
۹۶۲۰	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۶۲۱	شیر محمد خان صاحب
۹۶۳۲	محمد یعقوب خانصاحب
۹۶۳۳	شیخ حبیب اللہ صاحب